مکاتیب

(۱)

واجب الاحترام جناب مدیر ماہنامہ ’’الشریعہ‘‘

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دین کا ایک طالب علم ہونے کے ناتے آپ کا عمدہ اور معیاری رسالہ زیر مطالعہ رہتا ہے۔ اس وقت میں فروری ۲۰۰۷ کے شمارے میں شائع ہونے والے حافظ محمد زبیر صاحب کے مضمون: ’’غامدی صاحب کے تصور ’فطرت‘ کا تنقیدی جائزہ‘‘ کے حوالے سے چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ ان پر غور فرمائیں گے۔

میری پہلی شکایت تو آپ سے ہے کہ آپ نے اپنے رسالے میں مذکورہ مضمون کو کیسے جگہ دے دی جبکہ مذکورہ مضمون، کم از کم میری ناقص رائے میں، نہ آپ کے رسالے کے معیار پر پورا اترتا ہے اور نہ ہی تنقید کے علمی، اخلاقی اور دینی تقاضے پورا کرتا ہے۔ ایسا مضمون آخر کیوں آپ کے رسالے میں جگہ پا گیا جس میں واشگاف الفاظ میں دوسروں کی نیتوں پر حملہ کیا گیا ہے، جبکہ آپ بھی یہ تسلیم کریں گے کہ نیتوں کا علم تو صرف اور صرف رب کائنات ہی کو ہو سکتا ہے؟ ذرا اس جملے کو دوبارہ پڑھیے جس پر صاحب مضمون نے اپنے مضمون کا اختتام کیا ہے:

’’تعجب ہے اس انداز فکر پر! جب چاہتے ہیں اپنے <u>مزعومہ افکار کی تائید کے لیے</u> اصول وضع کر لیتے ہیں اور اپنی <u>خواہش نفس کی تکمیل کے لیے</u> جب چاہتے ہیں، اپنے ہی وضع کردہ اصولوں کی بھی مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔‘‘ (ص ۴۳)

مجھے دوسری شکایت خود صاحب مضمون سے ہے۔ غامدی صاحب پر حافظ صاحب ایک چھوڑ، دس تنقیدیں کریں، لیکن تنقید میں علمی، اخلاقی اور دینی اصولوں کو پیش نظر رکھنا ان کا دینی فریضہ بنتا ہے۔ ان کے مضمون میں دینی اصولوں کو پیش نظر نہ رکھنے کی مثال میں اوپر دے چکا ہوں، جبکہ علمی و تحقیقی تقاضوں کو پورا نہ کرنے کی مثالیں پیش خدمت ہیں:

حافظ صاحب نے غامدی صاحب کے مآخذ دین کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

’’غامدی صاحب کے مآخذ دین، علی الترتیب، درج ذیل ہیں:

۱۔ دین فطرت کے بنیادی حقائق

۲۔ سنت ابراہیمی

۳۔ نبیوں کے صحائف

۴۔ قرآن مجید‘‘ (ص ۳۳)